رجسٹرڈ اے ایل نمبر ۱۰۹۳

THE AKHBAR ALHAKAM

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

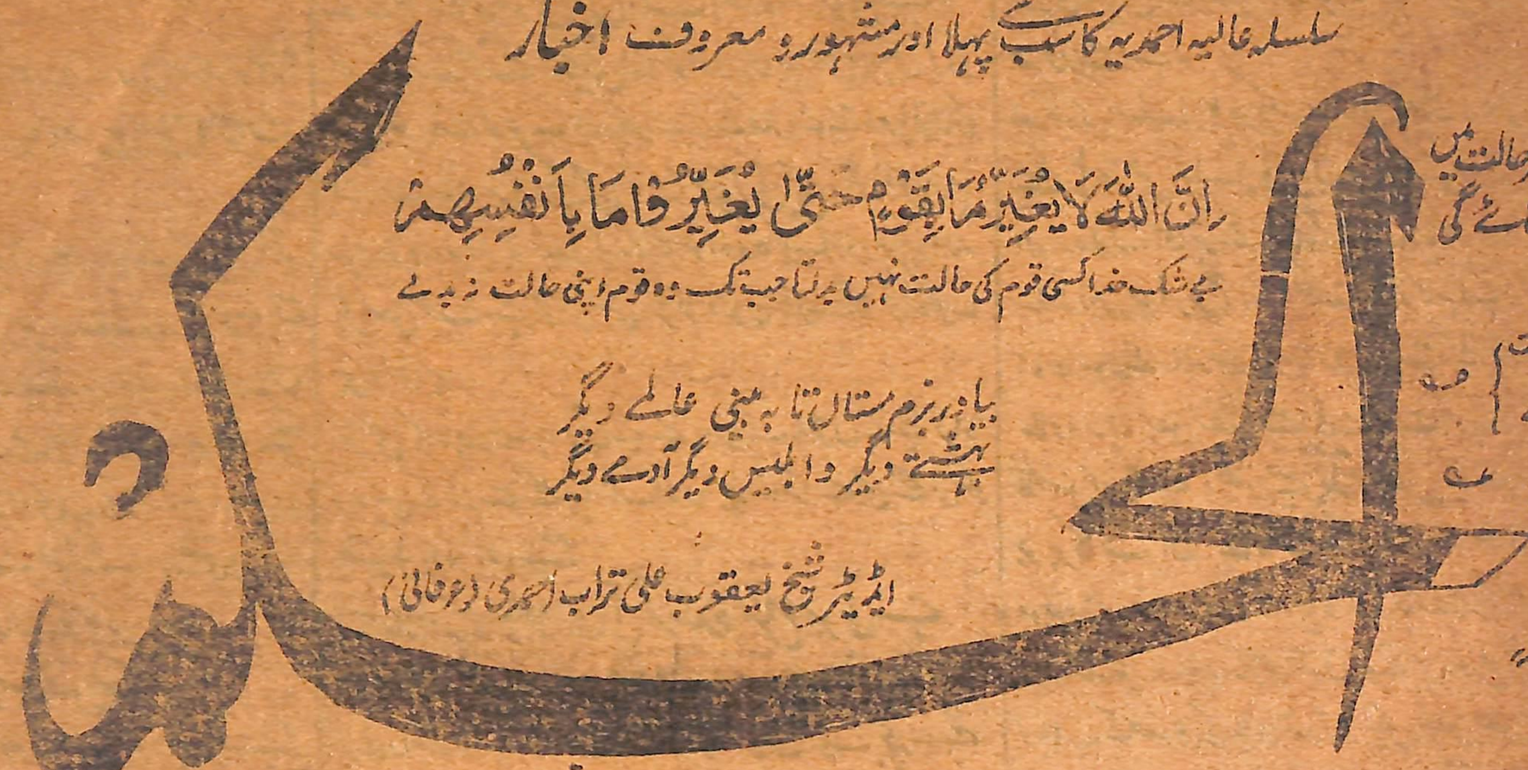

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی (عرفانی)

قیمت جو ہر حالت میں پیشگی لی جائے گی

والیان ریاست / اعلیٰ حکام سے / معاونین الحکم / عوام سے

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے بفضل اللہ تعالیٰ ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸ کو ہر انگریزی مہینہ کی شائع ہوتا ہے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی — دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۲۵ | مؤرخہ ہفتم ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء یوم چہار شنبہ | نمبر ۱۰

ایوان خلافت میں چند منٹ

۳ مارچ ۱۹۲۳ء کو دس بجے کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی حاضری کی تقریب یہ تھی کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے ربڑیئس کے طلباء ہمتحان کے لئے بلائے جا رہے تھے اور وہ بغرض اجازت و دور خواست دعا حاضر ہوئے تھے۔ میں یقیناً جانتا تھا کہ آپ اس موقعہ پر خواہ چند الفاظ ہی کیوں نہ ہوں ضرور نصائح فرمائیں گے اور میں نے پسند کیا کہ احباب بھی ان سے مستفیض ہوں۔

آپ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے کمرہ میں چھوٹے سے سادہ فرش پر تشریف فرما تھے۔ حالات سے ناواقف شاید یہ خیال کرتا ہو گا کہ کئی لاکھ نفوس کا امام اس قسم کے مکان اور ایسے مکین کے زمانہ میں ایک بہت بڑے محلات کمرہ میں رہتا ہو گا۔ لیکن جو شخص اپنی آنکھوں سے آپ کو قریباً سوا پانچ فٹ کے ایسے کمرہ میں دیکھے جو بمشکل نصف کے قریب چٹائی کے فرش سے ڈھانکا گیا ہے۔ اس کا دل سادہ اور بنمود و نمائش زندگی کا اثر لئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ نے اپنے خادم قدیم کو دیکھ کر محبت و غریب نوازی سے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ

آپ بھی لڑکوں کے ساتھ آ گئے

میں اس اثر کو کبھی نہیں بھول سکتا جو ان الفاظ میں تھا اور میں باہر والوں کو سناتا ہوں کہ یہ ایک چھوٹی سی چھوٹی نعمت ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی آسائش اور راحت نہیں کر سکتی۔ انگلستان میں آپ کے کمرہ کو دیکھتا تھا اور دوسری طرف اس اقتدار اور اثر کو دیکھتا تھا جو آپ

کئی لاکھ قلوب پر رکھتے ہیں

جو سب کے سب بہت مجموعی بہت ہی خوش ہوں اگر آپ کو کسی پر تکلف اور شاندار کمرہ میں آرام کرتے دیکھیں مگر اس کا آرام اس کی آسائش ایک ہی چیز میں ہے کہ

دنیا خدا کی طرف جھک جائے

آرائش اور آسائش

منہ از بہر ما کرسی کہ ما موریم خدمت را

پر عمل کرنے والے کے حجرہ میں کہاں ہے۔ وہ ایک طرف مسلمانوں کی عملی حالت کو دیکھتا ہے دوسری طرف اسلام پر جو حملے ہو رہے ہیں ان کو مشاہدہ کرتا ہے پھر یہ حالات اس کے آرام اور چین کو قائم نہیں رکھ سکتے ہاں قلب مطمئن ایک دوسری چیز ہے۔ بہرحال آپ نے طلباء میں سے ہر ایک کو خوب غور سے دیکھا اور یہ اسلئے تھا کہ ہر ایک دعاء میں آپ کے سامنے رو سکے۔ پھر آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا

جسمانی اور روحانی امتحانات اور آثرات کے کچھ وقت ہوتے ہیں اگر انسان ان اوقات میں ثابت قدم اور صحیح المزاج رہتا ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ وہ اپنے دعوے صحت اور ایمان میں صادق اور کامل ہے مثلاً یونہی جسمانی صحت کا ایک شخص دعویٰ کرتا ہے

گر جسمانی طور پر تجربہ کے اوقات آتے ہیں اور امتحان کے وقت بھی وہ تندرست رہتا ہے تو اسکی صحت حقیقی صحت ہو گی اور وہ مختلف قسم کے پرہیزوں سے اگر صحت قائم بھی جاوے تو اس سے تو ہر قسم کے لوگ گزار لیتے ہیں۔

اسی طرح روحانی صحت کے بھی تجربہ کے اوقات ہوتے ہیں جب تک تم یہاں رہے اسوقت تک ایک خاص اثر تمہارے دلوں پر تھا اگر مدرس یا دوسرے افسر تمہیں یہاں کا کمرہ ہی نیکی کا محرک ہے کوئی بھی ہدایت یا نصیحت نہ کرے اور تمہاری نگرانی بھی نہ کرے تب بھی یہاں کے حالات ایسے ہیں کہ ہر طرف سے تائید دین کی آواز آتی ہے ایسے لوگوں سے ملنے کا موقع ہوتا رہتا ہے جو خدمت دین میں مصروف ہیں۔

چونکہ رات دن یہی مشاغل نظر آتے ہیں اور یہی آوازیں آتی رہتی ہیں تو خواہ مخواہ قلب پر ایک اثر ہوتا ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنے اندر ایک جوش محسوس کرنے لگتا ہے لیکن ایسا جوش اگر امتحان کے وقت باقی نہ رہے اور یہاں سے الگ ہو کر تو وہ ایک عارضی جوش ہو گا جسکی کوئی قیمت نہیں یہ ایسا ہی جوش ہے جیسا محرم کے دنوں میں لوگوں میں پایا جاتا ہے ہندوستان میں شیعہ لوگوں کی تعداد بہت کم ہے مگر جب محرم کے دن آتے ہیں تو سنی بھی اس جوش سے جو ان ایام میں شیعوں میں پایا جاتا ہے متاثر ہو کر گویا اسی رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔ ہزاروں ہزار سبیل ایسے نظر آتے ہیں جو لوگوں کے جلوس میں اور مرثیہ سننے کے لئے شیعوں کی مجلسوں میں جاتے ہیں تعزیہ بناتے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب عرفانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کے شائع کیا۔

ہیں۔ خیرات کرتے اور کھانا کھلاتے ہیں غرض وہ تمام باتیں جو شیعہ کرتے ہیں مگر محرم کے بعد پھر کوئی اثر ان میں نہیں ہوتا یہ جوش چونکہ عارضی ہوتا ہے اور وقتی حالات کے ماتحت ہوتا ہے اسلئے دیرپا نہیں ہوتا۔

اسی طرح یہاں رہ کر جو اثر ہوتا ہے وہ اسی وقت قابل اعتبار ہوگا جب کہ یہاں سے باہر جانے پر بھی قائم رہے اور بیرونی اثرات سے دب نہ جاوے۔

تم اب امتحان دیکر اپنے گھروں کو چلے جاؤ گے اسلئے میں تمکو نصیحت کرنی چاہتا ہوں کہ تمھاری نیکی اور ہوشیاری کا اصل وقت اب آیا ہے جبکہ تم ایسی جگہ جاؤ گے جہاں ہر وقت یہ آواز تمہیں دین داری اور نیکی کی تمھارے کانوں میں نہیں آئیگی۔ اور کوئی ہاتھ تمھاری نگرانی نہ ہوگی۔ اگر اس آزادی میں تمھارے اندر وہی جوش اور صدق رہا تو وہ بہت مبارک اور حقیقی جوش ہے لیکن اگر وہ بات نہ رہی تو پھر یہ سمجھا جائے گا کہ

وقتی جوش تھا

پس تم اپنے اندر ایک حقیقت پیدا کرو۔ بعض لڑکوں کو دیکھا ہے کہ باہر جا کر نماز چھوڑ دیتے ہیں یا سستی کرتے ہیں ہوشیار والوں شکایت آتی ہے کہ قادیان کے بعض لڑکے نماز میں سستی کرتے ہیں اور اس سے پھر بُرا اثر پڑتا ہے اور لوگ کہدیتے ہیں کہ دیگ میں سے ایک چاول دیکھا جاتا ہے جب فلاں کی یہ حالت ہے تو سب کا یہی حال ہوگا حالانکہ یہ بات غلط ہوتی ہے اور چاول والی مثال انسان پر صادق نہیں آسکتی وہ سب کے سب ایک ہی اثر اور جوش کے نیچے ہوتے ہیں مگر انسان پر باہر کے اثرات بھی پڑتے ہیں اور اس میں بیرونی اثر کے قبول کرنے کی ایک استعداد بھی ہے۔ اسلئے جو لوگ اسطرح قادیان کی تعلیم اور اثرات کا اندازہ کرتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں کیا بعض منافق نہ تھے؟ اب اگر کوئی احمق ان منافقوں کو مدنظر رکھ کر آپ کی تعلیم اور تاثیر کا اندازہ کرے تو کون اسے تسلیم کرے گا۔ اسی طرح اگر کسی ایک کی کمزوری کو مدنظر رکھ کر کوئی اعتراض کرے تو وہ اعتراض بھی درست تو نہ ہوگا مگر اس سے سکول کی عام شہرت پر تو بُرا اثر پڑتا ہے۔ پس تمھاری کمزوریوں سے دو نقصان ہوتے ہیں ایک خود اپنی ذات پر اور دوسرا سکول پر۔

اسلئے یہ تمھارے امتحان کا وقت ہے

اگر یہاں سے جا کر بھی تم پکے رہے تو معلوم ہوگا کہ سچا تعلق تھا یہ نہیں نہیں کہتا کہ جو باہر جا کر بگڑ جاتے ہیں انکو سچا تعلق نہیں ہوتا تعلق تو سچا ہوتا ہے مگر وہ کمزور ہوتے ہیں اور ہر قسم کے اثر کو قبول کر لیتے ہیں مؤمن کی یہ شان نہیں ہوتی کہ وہ ہر اثر کو قبول کرے۔

قرآن کریم نے مؤمن کی یہ شان بیان فرمائی ہے کہ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ہوتے ہیں اور اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ۔ یعنی مومنوں کے اثر کو تو وہ قبول کر لیتے ہیں اور نیکی کے ہر اثر کو قبول کرنیکے لیئے اتنے نرم ہوتے ہیں کہ گویا موم ہیں جو اثر بھی چاہو اس پر ڈال دو۔ مگر کفار کے مقابلہ میں وہ ایسے سخت ہوتے ہیں کہ کفر کا کوئی اثر ان پر پڑ ہی نہیں سکتا

پس تم ایسے ہی مؤمن بنو

کہ ایمان کی یہ دو صفتیں تمھارے اندر پیدا ہو جاویں کہ نیکی کی ہر بات کو قبول کرنے والے ہو اور کفر کی بات خواہ کیسی ہی سجا کر پیش کی جاوے اور کیسی ہی دلربا ہو مگر اسکا اثر تم پر نہ ہو تو پھر ایسے شخص کا خطرہ ہی خطرہ ہے وہ جس مجلس میں جاوے گا اسکا اثر سب قبول کر لیگا ہندوؤں۔ دہریوں۔ فلسفیوں وغیرہ میں جائیگا تو رنگ لے گا حالانکہ مومن میں ایک استقامت ہوتی ہے۔

اور اسپر صداقت اور نیکی کے سوا دوسری چیز اثر ہی نہیں کرتی میری اس بات کو خوب یاد رکھو کہ دین کے کمال کے لیئے دو باتوں کی ضرورت ہے نرمی کی بھی اور سختی کی بھی۔ اگر بالکل نرم ہے تو وہ ہر اثر کو قبول کرے گا خواہ وہ کیسا ہی برا ہو اور اگر محض سخت ہے تو بھی کسی اثر کو قبول نہ کرے گا خواہ کیسا ہی اعلیٰ ہو۔

نرمی کی ضرورت ہے دین کے لیئے اور نیک باتوں کے لیئے خواہ وہ کسی کے مُنہ سے نکلے یہانتک کہ وہ بچہ کے مُنہ سے بھی نکلے تو اسکو قبول کر لو اس لیئے کہ

صداقت مومن ہی کی گم شدہ متاع ہوتی ہے

حضرت امام اعظم کا واقعہ ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو بھی کوئی واعظ ملا ہے تو انھوں نے فرمایا کہ ماں ایک بچہ نے مجھے وعظ کیا۔ اور وہ واقعہ یوں ہے کہ ایک دفعہ بارش کی وجہ سے بازار میں کیچڑ ہو رہا تھا۔ ایک لڑکا جا رہا تھا وہ پھسلنے لگا تو امام صاحب نے کہا کہ میاں خبردار پھسل نہ پڑنا لڑکے نے کہا کہ میری پھسلنے کا تو کوئی ڈر نہیں آپ نہ پھسلیں کیونکہ آپ کے پھسلنے سے سب پھسل جائیں گے۔

اسبات کا امام ابوحنیفہ پر بہت بڑا اثر ہوا۔ اس لڑکے کی مراد جسمانی رنگ میں پھسلنا نہ تھا بلکہ مطلب یہ تھا کہ آپ چونکہ امام ہیں اگر کوئی غلطی یا کمزوری سرزد ہوئی تو وہ سب پر اثر انداز ہوگی اور آپ کی ٹھوکر لاکھوں کو تباہ کرے گی۔ حضرت ابوحنیفہ اسکو خوب یاد رکھتے تھے یہ بات اگرچہ ایک بچہ کے مُنہ سے نکلی مگر آپ نے اس سے فائدہ ہی اُٹھایا ہے اور یہی مؤمن کی شان ہے۔

پس اچھی بات بعض وقت چھوٹے بچوں سے بھی سنی جاتی ہے اور مومن اسکو بھی قبول کر لیتا ہے اگر کوئی اور ہوتا تو اس بچہ کی بات کو سنکر ناراض ہو جاتا مگر وہ مومن تھے انھوں نے اس کو قبول کر لیا۔

اس نکتہ کو کبھی ہاتھ سے جانے نہ دو۔

صداقت کے قبول کرنیکو تمھارے دل ہر وقت تیار ہیں

اور جو صداقت نہیں اُسکو کبھی قبول نہ کرو۔ خواہ تم ہزار آدمی کے مرغہ میں پھنس جاؤ اور کوئی قوت و طاقت تمہیں باطل کے قبول کرنے پر مجبور نہ کر سکے اور نہ صداقت کے ترک کرنے پر۔ پس ایک میری یہ نصیحت ہے۔

دوسری نصیحت یہ ہے کہ یہاں سے جانے کے بعد ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہو کہ جب موقعہ ملے قادیان آؤ۔

جب انسان ایک چیز کا بار بار استعمال کرتا ہے تو اس سے ایک لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگرچہ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ انکے بار بار استعمال سے گھبراہٹ ہو جاتی ہے جیسے ایک شخص ہر روز گوشت کھاتا ہے تو پھر دال یا سبزی کے کھانے کو جی چاہتا ہے یا دال کھاتا تو گوشت کو جی للچاتا ہے مگر یہ ہمیشہ اُسوقت ہوتا ہے جب وہ ایک غیر حقیقی چیز کا بار بار استعمال کرے دیکھو سالن کے بار بار لینے سے نہیں گھبراتا اسلئے کہ

یہ سالن اس کے لیئے مایہ حیات ہے

ایسا ہی دیکھو اور سننے سے نہیں گھبراتا۔ اسلیئے کہ یہ حقیقی چیزیں ہیں۔ غیر حقیقی فائدہ کی باتوں سے گھبراتا ہے۔ اسی طرح قادیان کا آنا اور قادیان سے تعلق رکھنا ایک سالن کی طرح ہے اور حقیقی ضرورت ہے۔

یاد رکھو کہ یہ سلسلہ کا مرکز ہے یہاں ہمیشہ وہ لوگ آتے رہینگے جنکے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ ہو جنکو خلفاء کہتے ہیں اور وہ لوگ بھی ہوتے رہیں گے جو اس امام اور خلیفہ کے ساتھ بطور جوارح اور اعضاء کے کام کرتے رہیں گے اسلیئے یہاں آنا اور یہاں کے ساتھ تعلق رکھنا روحانیت کیلئے نہایت ضروری ہے۔

علاوہ ازیں بعض مقامات کی برکات ہوتی ہیں جنکے ساتھ خدا تعالیٰ کا فضل کر دیتا ہے دیکھو جیسے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ ہے جو برکات ان مقامات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے رکھی ہیں وہ موجودہ میں خواہ وہاں کے رہنے والوں کی حالت میں کچھ بھی تغیر ہو گیا ہو۔ اسمیں شک نہیں کہ ماں باپ کے بھی حقوق ہوتے ہیں اور میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ ماں باپ کے حقوق کی بڑی قدر کرو لیکن بعض حقوق ایسے ہوتے ہیں جو ان حقوق سے بھی بڑھ کر ہوتے ہیں پس نفس کی اصلاح اور خدا کے قرب و رضاء کے موقعہ کو ہاتھ سے دیدینا کبھی پسند نہیں ماں باپ کے حقوق کی واقفیت اور شناخت بھی نفس کی اصلاح اور خدا کی رضاء کے حاصل کرنے کے شوق سے پیدا ہوتی ہے اور اسکے لیئے یہ ذریعہ ہے کہ یہاں بار بار آؤ

جن لڑکوں نے قادیان سے جانیکے بعد اس اصول کو ترک نہیں کیا انھوں نے بڑا فائدہ اُٹھایا۔ چودھری فتح محمد صاحب بیمیں ہی ایک میں جب وہ یہاں سے پاس کر کے چلے گئے تو انکا یہ معمول تھا کہ وہ ہر اتوار کو یہاں آجاتے تھے اور چونکہ اتنا خرچ تو بار بار برداشت نہیں ہو سکتا تھا اسلیئے پیدل آتے اور پیدل چلے جاتے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو انسے پوری واقفیت ہو گئی یہاں تک کہ وہ ایک اتوار کو نہ آئے تو حضرت علیہ السلام نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج اتوار ہے اور چودھری فتح محمد نہیں آئے؟

اس واقفیت سے دعاؤں کی تحریک ہوتی ہے اور تعلق بڑھتا ہے۔ اور کمزوریاں دور ہوتی ہیں۔ ایسا ہی مفتی محمد صادق اور مرزا ایوب بیگ مرحوم جو بڑے مخلص اور صادق نوجوان تھے یہ دونوں ہفتہ کی شام کو لاہور سے آجاتے اور اتوار کی شام کو چلے جاتے سالہا سال تک انکا یہی معمول رہا۔

غرض ہمیشہ کوشش کرو کہ تمھارا تعلق قادیان سے بڑھے اور ہر وقت پر قادیان کا قصد رکھو۔

تیسری بات یہ یاد رکھو کہ جس جگہ سے تم نے فائدہ اُٹھایا ہے ہمکا خیال رہے یعنی اپنے سکول کے ساتھ ایک تعلق قائم رکھو اور اسکی بہتری اور ضرورتوں کے لیئے ہر ممکن کوشش کرو۔

ولایت میں اور دوسری جگہ ہم دیکھتے ہیں کہ جن سکولوں سے طلباء علم نکلتے ہیں وہ اپنی آئندہ زندگی میں اس تعلیم گاہ کا خاص طور پر خیال رکھتے ہیں اور اپنے تعلق کو اس سے کم نہیں کرتے وہ مختلف قسم کی سوسائٹیاں بناتے ہیں جن سے کبھی تو اس تعلیم گاہ کے غریب طلباء کو تعلیمی وظائف دیتے ہیں اور بھی

بھلی بہتری اور اصلاح کے لئے مختلف تجاویز سوچتے ہیں غرض وہ اپنی زندگی میں اسکو ہوتے نہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے طالب علموں میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ تم اسکا خیال رکھو کہ جب تم کو خدا توفیق دے تو

اس سکول کو نہ بھولو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من لم یشکر الناس لا یشکر اللہ۔ سکول سے تمنے فائدہ اٹھایا ہے اور اسکا ایک مستقل چندہ ہے۔ اگر سکول نہ ہوتا تو تم یہاں نہ آتے اور نہ قرآن سننے کا موقع ملتا اور دوسری نیکی کی باتیں سننے اور سیکھنے جو یہاں رہ کر تم نے سیکھی ہیں۔ پس یہ تمہارا فرض ہے کہ یہاں سے جانیکے بعد طالب علمی اور اسکے بعد کی زندگی میں اپنے سکول کا خیال رکھو تاکہ

وہ ترقی کرے

یہ تین باتیں ہیں جنکی میں تم کو نصیحت کرتا ہوں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ اول دین کی باتوں کے قبول کرنے کے لیئے اپنے نفس کو اثر پذیر بناؤ خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی سی بات ہو اور کسی کے منہ سے نکلے لیکن ساتھ ہی باطل کو قبول نہ کرنے اور صداقت کو ترک نہ کرنے کے لیئے اپنے آپ کو اتنا سخت بناؤ کہ مجلس میں اسکا اثر نہ ہو میں نے ایک لڑکے کو یہاں دیکھا کہ جب تک وہ یہاں تھا اس میں بڑا جوش تھا ٹریکٹ لکھتا تھا مگر وطن جاکر وہ ہیرو ہو کر آگیا۔ اُس نے چلتے وقت خواجہ صاحب کا کوٹ خود دیکھا جس میں اُن کی ڈاڑھی یہاں کی نسبت چھوٹی تھی۔ بڑے جوش سے ان سے کہا کہ یہ مبلغ اسلام ہے۔ مجھے اسکا اعتراض بُرا معلوم ہوا لیکن اسکی اپنی یہ حالت ہوئی کہ سویرے مک جاتے جلتے ڈاڑھی منڈوا ڈالی۔ یہ طبیعت کی کمزوری کا نتیجہ ہے پس تم زندگی سیکھی ہوئی باتوں کو اپنے دل پر اسطرح نقش کرو کہ کوئی دوسرا اثر اب اسپر نہ پڑسکے اور دین کے خلاف دل کو ایسا مضبوط اور سخت بناؤ کہ خواہ سارا جہان ایک طرف ہو تب بھی تم اپنے ایمان کے ساتھ اس میں سے ایسے نکل جاؤ جیسے کہتے ہیں مکھن میں سے بال نکل جاتا ہے۔

دوسری نصیحت یہ ہے کہ قادیان جو سلسلہ کا مرکز ہے اس سے اپنے تعلقات کو مضبوط رکھو اور اسکی یہی صورت ہے کہ جب کبھی موقعہ ملے تو یہاں آؤ۔

تیسری نصیحت یہ ہے کہ سکول کی ترقی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہو خواہ طالب علمی کی ترقی کی صورت میں ہو یا اسکی مادی اور مالی ترقی اور کیا اسکے انتظام میں دلچسپی لینا۔

انسان کی عادت میں کہ وہ اپنے ہم جنسوں کی بات آسانی سے قبول کرلیتا ہے طالب علموں پر طالب علموں کا ایک اثر ہوتا ہے اگر پرانے طالب علم سکول کی بہتری کے لیئے کام کرتے رہیں اور دلچسپی لیتے رہیں تو وہ ایسا کام کرسکتے ہیں کہ ہم نہیں کرسکتے۔ پس ان تین باتوں کو جو اختصار کے ساتھ میں نے کہی ہیں یاد رکھو۔

اس نصیحت کے بعد آپ نے ان طالب علموں کے لیئے دعا کی اور رخصت فرمایا۔

یاد رہے کہ ان تمام طالب علموں کے لیئے جو امتحان انٹرنس میں گئے ہیں کامیابی کی دعا کی گئی ہے۔

درس قرآن مجید

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۴ مارچ ۱۹۲۲ء کو بعد نماز عصر حسب معمول درس قرآن شریف شروع فرمایا آج کے درس میں سورۃ لقمان کا دوسرا رکوع تھا۔ آپ نے قرآن مجید کی تلاوت کے بعد تفسیر سے پہلے ایک تمہیدی فرمائی۔ فرمایا یہ رکوع میری زندگی کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھتا ہے سب سے پہلی تقریر جو میں نے عام مجلس میں کی ہے تو یہی رکوع تلاوت کرکے کی تھی۔ یہی مسجد تھی جس میں میری تقریر تھی یہ جگہ تو نہیں تھی جہاں میں اب کھڑا ہوں (درس کے وقت آپ حضرت مرزا غلام مرتضیٰ خان مرحوم اپنے دادا کے مزار کے چبوترہ کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں (ایڈیٹر) مگر بالکل اس کے سامنے کا دروازہ ہے۔ (اصل پرانی مسجد کا تیسرا دروازہ۔ ایڈیٹر) وہاں کھڑے ہوکر تقریر کی تھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُس زمانہ اور اس زمانہ کے علم میں بہت بڑا فرق پاتا ہوں۔ اگرچہ میں بہت سے انکار اور سلسلہ کے مختلف انتقاموں میں معذوفیت کی وجہ سے آواز میں اس قدر زور نہیں پاتا مگر وہ اب بھی بلند ہے میں اس تقریر کو پڑھتا ہوں تو حیران ہو جاتا ہوں اسوقت کی عمر کے لحاظ سے (اسوقت آپ کی عمر ۱۸ سال کی تھی کیونکہ دسمبر ۱۹۰۶ء کے سالانہ جلسہ پر یہ تقریر ہوئی تھی ایڈیٹر) وہ تقریر اپنے مضمون کی حیثیت سے بہت بالا تھی۔ اگرچہ اسوقت بھی وہ باتیں میری زبان پر جاری ہوتیں تو بھی میں انکو خدا تعالیٰ کا فضل ہی یقین کرتا ہوں۔

ظاہری حالت یہ تھی کہ میری عمر ۱۸ سال کی تھی چاروں طرف لوگ کثرت سے موجود تھے اور ہر طبقہ کے لوگ تھے سالانہ جلسہ کا موقع تھا۔ اس ہجوم میں میری یہ حالت تھی کہ گھبراہٹ کی وجہ سے مجھے کسی کا چہرہ بھی نظر نہ آتا تھا۔ ایک طرف اپنی کم عمری کو دیکھتا تھا اور فقدان تجربہ کاری لاگ تھی حضرۃ خلیفۃ اوّل جو میرے اُستاد تھے وہ موجود تھے اور اُستاد کے سامنے بولنے کے موقعہ پر گھبراہٹ ہوتی ہے اور جماعت کے تمام بڑے بڑے آدمی موجود تھے۔ ان تمام امور کی وجہ سے مجھے ایسی گھبراہٹ تھی کہ کسی کا چہرہ نظر نہ آتا تھا جب میں تقریر کرکے بیٹھا تو حضرت خلیفۃ المسیح نے مبارک باد دی۔

غرض اس رکوع کو میری زندگی کے ساتھ ایک خاص مناسبت ہے یہی وہ رکوع ہے جس نے میری زندگی میں ایک نیا کام کا دیا۔ کیونکہ اسکے بعد اسلام کی تائید میں تقریریں کرنیکے بہت سے موقعے ملے۔ وہ تو اسوقت کا علم تھا اور اب جو علم مجھے ملا ہے اسکے لحاظ سے میں کہتا ہوں کہ

اس رکوع کو میری ذات سے خاص تعلق ہے

یاد رکھو کہ قرآن کریم قصوں کی کتاب نہیں وہ قصے بیان نہیں کرتا اور نہ واقعات کو تاریخ کے طور پر بیان کرتا ہے اور نہ اسکا یہ مقصد ہے کہ تاریخی واقعات کو بیان کرے وہ تو خدا تعالیٰ تک پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے خدا اور انسان کے درمیان وہ ایک واسطہ کا کام دیتا ہے جسپر چل کر انسان خدا کو پالیتا ہے اور کوئی واسطہ دو سرا نہیں پھر قصوں کے بیان کرنے کا کیا مقصد اور تعلق ہو سکتا ہے میں تو یہی ایمان رکھتا ہوں کہ قرآن مجید میں ایک بھی قصہ نہیں وہ آئندہ واقعات کی پیشگوئیاں ہیں مثلاً یوسف کا واقعہ بیان ہوتا ہے تو اسلیئے نہیں کہ یوسف حضرت یعقوب کے بیٹے اور نبی تھے بلکہ اصل غرض یہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے بتانا مقصود ہے کہ ایک یوسف کی خبر دی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اسکے بھائی اس کے وطن سے نکال دیں گے اور پھر آخر وہ ایک فاتح کی اس ملک میں داخل ہوگا اور ان مجرموں کو معاف کردے گا۔ غرض ہر گویا یعقوب کے بیٹے یوسف کا ذکر تھا نہ تھا بلکہ عبداللہ کے بیٹے یوسف کا ذکر تھا جسکا نام دادا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا تھا۔ غرض قرآن مجید کا ان میں آئندہ کے واقعات کا ذکر کرتا ہے۔

اسی طرح یہاں ایک لقمان کا ذکر ہے اسے لقمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں جو شخص ذرا بھی عقل اور تدبر سے کام لے گا اور سباق سیاق کو دیکھے گا اور ان آیات کے مضامین کو دیکھے گا تو اس اقرار کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ لقمان حضرت مسیح موعود ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جو ترقیات ہوئیں اگرچہ کامل روحانیت اور آپ کی قوت قدسی کا نتیجہ تھیں مگر ان کے ساتھ ظاہری اسباب بھی تھے اور حضرت مسیح موعود جو آپ ہی کی قوۃ قدسی کا ایک مظہر کامل ہیں اسلیئے آپ ہی کے خادم اور غلام میں ان کے عہد کی ترقیات محض روحانیت سے وابستہ ہیں۔

اور چونکہ لقمان کے ایک بیٹے کا بھی ذکر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی جسمانی بیٹا زندہ نہ رہا جو آپ کے بعد جانشین ہوتا مگر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک بیٹا ہے جو آپ کا جانشین ہوا۔

اسکے لئے مشکلات آئیں اور مصائب پیدا کیئے گئے مگر خدا تعالیٰ نے اسکو کامیاب کرنا تھا اسکی کامیابیوں کے گُر بتائے ہیں اور کامیابی کی آخری حالت تک کا نقشہ کھینچا ہے۔

اس تمہید کے بعد آپ نے اس رکوع کی مختصر تفسیر فرمائی۔ چونکہ اس تفسیر کے امتیاز اور ترقی علم کے شوق کے لیئے ضروری ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی وہ تقریر جمع ہو جاوے اسلیئے میں آج کی اشاعت میں ۱۹۰۶ء کے جلسہ کی تقریر درج کرتا ہوں۔ الحکم نمبرہ جلد ۱۰ میں شائع ہوئی ہے اور اس تقریر سے پہلے اکمل صاحب کا وہ نوٹ درج کرتا ہوں جو انہوں نے ۱۹۰۶ء کے سالانہ جلسہ کی رپورٹ کے مضمون میں اس تقریر پر لکھا تھا تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ اسوقت ہم کیا عقائد رکھتے تھے۔ (ایڈیٹر)

تقریر محمود

بُرج نبوۃ کا روشن ستارہ

درج رسالہ کا برخوردہ گوہر محمود سلمہ ربہ الودود دسمبر کے جلسہ پر تقریر کرنے کے لیئے کھڑا ہوا۔

میں ان کی تقریر ایک خاص توجہ سے سنتا رہا۔ کہ بتاؤں وہ فصاحت کا

ایک سیلاب تھا جو اپنے ہوے زور سے بہ رہا تھا۔

واقعی اتنی چھوٹی سی عمر میں خیالات کی پختگی اعجاز سے کم نہیں۔ میرے خیال میں یہ بھی حضور علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہے اور اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ مسیحیت آپ کی نبوت کا جوہر کس درجہ کمال پر پہنچا ہوا ہے۔

• آپ نے سورۂ لقمان کی وہ آیات پڑھیں جس میں حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں۔ کہ شرک سے پرہیز کر۔ فرمایا کہ یہی شرک تمام گناہوں کی جڑ ہے اگر اس سے کنارہ کشی ہو تو پھر انسان نجات پا سکتا ہے۔

آدمی جو عدول حکمی کرتا ہے اسمیں ایک نوع شرک کی پوشیدہ ہے پس اس سے بچو۔ پھر آپ نے روحانی کمالات پر عجیب طرز سے بحث کی۔ اور بتایا کہ انسان جب نماز کو قائم کر لیتا ہے اور شرک سے کلی مجتنب ہو جاتا ہے تو اُسے مامور کیا جاتا ہے اور وہ لوگوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا ہے۔ اسوقت اسکی نہایت مخالفت کی جاتی ہے مگر ارشاد ہوتا ہے کہ صبر و استقامت سے کام لے کیونکہ اولو العزموں کے یہی کام ہیں۔ پھر صبر کے بعد ایک ایسا زمانہ آتا ہے جبکہ خلایق کا رجوع اسکی طرف ہوتا ہے تو ایسی حالت میں یہ حکم دیا گیا کہ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ جیسا کہ ہمارے حضرت کو بھی الہام ہو چکا ہے اپنی اژدحام وانبوہ خلائق سے گھبراو نہیں اور نہ بیرخی اختیار کرو۔ اور پھر اس ترقی پر نازاں بھی نہ ہو کہ یہ سب خدا کے فضل سے ہے اور کسی پر بلند آواز بھی نہ نکالے کہ مبادا کسی کی دل شکنی ہو بلکہ ہر امر میں میانہ رو رہے۔ غرضکہ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ الآیہ کی عجیب بسیط تفسیر کی۔ (اکمل)

شرک اور اُس کی بیخ کنی

تقریر صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب بتقریب جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۖ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰبُنَيَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝

اسوقت میں آپ لوگوں کے سامنے شرک پر کچھ بولنا چاہتا ہوں شرک ایسی بلا ہے جو بنی نوع انسان کے ساتھ شروع زمانہ سے آجتک لگی ہوئی ہے نہ اس نے انسان کا پیچھا چھوڑا اور نہ انسان نے اسکا۔ ہر ایک زمانہ میں ایسے لوگ خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتے رہے ہیں جو شرک کو پامال کریں اور توحید کو دنیا میں پھیلائیں لیکن انسان جسکو ایک حد تک خدا تعالیٰ نے آزادی دی ہے آجتک اس مرض کو اپنے دل میں چھپاتا رہا ہے گو بہتوں نے ہدایت پائی اور شہداء اور صادقین کا مرتبہ پایا مگر پھر بھی دنیا میں ایک بڑی تعداد ایسی رہی ہے جنھوں نے شرک کو نہیں چھوڑا اور جب خدا تعالیٰ ایک قوم کی طرف نبی کو بھیجکر اسکی اصلاح کرتا ہے اور وہ ایک مدت کے بعد جب اُن تمام انعامات الٰہیہ کو جو انپر وقتاً فوقتاً ہوتے ہیں اپنی کوششوں اور سعیوں پر محمول کر کے خدا تعالیٰ سے روگردانی کرتے ہیں تو اسوقت جو پہلی برائی اُنکے دل میں پیدا ہوتی ہے وہ شرک ہے۔ اسی واسطے جونہی دنیا کی اصلاح کئے لیئے آتا ہے اسکو سب سے پہلے شرک کا ہی مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور شیطان کا سب سے بڑا حملہ جو انسان پر ہوتا ہے وہ شرک ہی ہے خدا تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن شریف سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ دوسرے گناہوں کو اگر چاہے تو بخش دیگا مگر شرک کو نہیں اور درحقیقت انسان کی کیسی کمزوری اور شرارت ہے کہ وہ خدا جسنے ہمارے لیئے طرح طرح کے آسایش کے سامان پیدا کیئے ہیں اُس سے روگردانی کریں جیسا کہ زمین پیدا کی ہے تا کہ ہم اُسپر چلیں پھریں۔ محنت کریں۔ کوشش کریں اور بڑے بڑے مرتبے پائیں۔ پھر اس زمین میں مختلف قسم کی تاثیریں رکھی ہیں وہی زمین ہوتی ہے کہ اس میں گیہوں کا دانہ ڈالتے ہیں اور کچھ دنوں کے معدوم ہو جانیکے بعد وہ دانہ تھوڑا سا باہر نکلتا ہے پھر مختلف زمانوں اور ہواؤں میں سے گزر کر وہ ایک عرصہ کے بعد اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس میں اسی قسم کے سینکڑوں دانے اور نکل آتے ہیں اور انسان کی خدا کا سامان کرتے ہیں پھر اُسی زمین میں کمی کا دانہ ڈالتے ہیں اور وہ اسی زمین کی تاثیر سے اپنے مطابق اثر حاصل کر کے بڑھتا اور آخر انسان کی غذا کے کام آتا ہے اور مختلف فوائد زمین میں رکھے گئے ہیں جو ہماری زندگی اور آرام اور آسایش کے محافظ ہوتے ہیں۔ پھر پرند چرند بنا دیئے ہیں جنسے سینکڑوں فوائد روزانہ اُٹھاتے ہیں اسی طرح اربعہ عناصر پس نہ بھی شرک کا دل میں رکھنا ایسا خوفناک امر ہے اور ایسی بیحیائی ہے اگر خدا تعالیٰ رحیم و کریم نہ ہوتا تو قریب تھا کہ انسان ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک ایسے عذاب میں ڈالا جاتا جس سے کبھی نجات نہ ہوتی مگر یہ اسکی رحمانیت ہی جو انسان کو ہلاکت سے بچاتی جاتی ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں یہ شیطان سرکش کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ شیطان جس نے یہ کہا ہے کہ میں تیرے بندوں میں ایک مقررہ حصہ لوں گا یعنی اپنے لیئے مخصوص کر لوں گا جو کہ تجھ سے غافل ہوں گے میں تیرے بندوں پر شرک کا حربہ چلاؤں گا اُن سے آگے سے حملہ کرونگا اور پیچھے سے حملہ کروں گا غرضکہ دائیں طرف سے بائیں طرف میں اُنپر حربہ چلا جاؤں گا۔ میں انکو گمراہ کروں گا۔ انکو لالچ دوں گا اور انکو حکم کروں گا پس وہ جانوروں کے کان کاٹ کر خدا کی مخلوق کو دوسروں کے لیئے مخصوص کرینگے پس جس نے کہ شیطان کو دوست قرار دیا ہے یعنی شرک کیا اسکا ہی حملہ ہے پس وہ بڑے ہی ٹوٹے اور خسارہ میں ہے۔ بہرحال خدا فرماتا ہے کہ شیطان کا وعدہ جو ہے صرف ایک دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اس مقام پر خدا تعالیٰ نے شرک کے حصیں فرمایا ہے کہ وہ بخشا نہیں جائے گا وہ شیطان کا تابعدار ہے اور یہ کہ وہ کبھی کامیاب نہ ہوگا پہلی دو باتیں تو ایسی ہیں کہ اُن میں مشرک ہمارا مقابلہ کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ ہم بھی بخشے جائیں گے اور ہم شیطان کے تابعدار نہیں ہیں مگر تیسری بات خدا نے ایسی فرمادی ہے کہ جس سے پہلی دو باتیں بھی تصدیق ہو جاتی ہیں یعنی مشرک کامیاب نہ ہوں گے سو حضرت آدم سے لیکر آجتک دیکھلو کہ کیا مشرک کبھی بھی کسی نبی کے مقابلہ میں کامیاب ہوئے حضرت نوح۔ ہود۔ صالح۔ شعیب۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ اور سب سے آخر میں اور سب سے بڑھ کر حضرت نبی کریم تھے کہ جنکو شرک سے مقابلہ کرنا پڑا مگر نتیجہ کیا ہوا۔ کیا اُن مشرکوں کا کوئی نام لیوا ہے کوئی نہیں جو کہے کہ میں فرعون یا ابوجہل کی اولاد میں سے ہوں اُن لوگوں کی اولاد اپنے آپ کو چھپاتی ہے اور اپنے آباو اجداد کے اور نام بتلاتی ہے یہ کیوں؟ اسلیئے کہ اُن کی اولاد بھی انکو برا کہتی ہے اور اسکو پسند نہیں کرتی کہ ان کو ان مشرکوں کے ساتھ منسوب کیا جاوے پس یہ بدیہی ثبوت ہے جو خدا تعالیٰ اس بات کے ثبوت کے لیئے پیش کرتا ہے کہ یہ لوگ شیطان کے مرید نہ بخشے جانے والے ہیں غرض یہ مشرک ایسا پوشیدہ مرض ہے جیسا کہ مرض کو تپ دق جو رفتہ رفتہ انسان کو ہلاک کر کے ہی چھوڑتی ہے یا ایک دیمک کو کیڑا کہ ایک مدت کے بعد ایک بڑے عالی شان کو گرا کر زمین کے برابر کر دیتا ہے پس اس سے بچنے کیلئے انسان کو کامل تقویٰ اور پرہیزگاری کی ضرورت ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ ہر وقت اپنی نظروں کے سامنے خدا تعالیٰ کی صفات کو رکھے تا کہ ہر گھڑی اُسکا دل خدا کی طرف جھکا رہے اور خدا بھی اُسپر اپنا سایہ ڈالے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اوپر کی طرف اُس نے شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھی ہے پس انسان کو چاہیئے کہ وہ دوڑ خدا کے سایہ کے نیچے کیونکہ جو اُس کے سایہ کے نیچے آجاتا ہے وہ شیطان کے حملوں سے بالکل محفوظ ہو جاتا ہے گو شیطان کتنا ہی زور خرچ کرے اور کسی طرح اس مرد صالح کو پھسلائے مگر خدا تعالیٰ کی قہر والی نظر اسکو جلا دیتی ہے اور اسکو مجال اور طاقت نہیں ہوتی کہ پھر اس انسان کی طرف نظر بد سے دیکھ بھی سکے اور اگر بجائے اسکے ہم سستی کریں اور غفلت کو کام میں لادیں تو ہمکو ایکدم کی بھی فرصت نہیں ملتی کہ ہم اپنے آپکو اس جنگ کے لیئے تیار کریں جو کہ یک لخت ہمکو شیطان سے پیش آتا ہے ایسی حالت میں وہ ہمارے ایمان کو اُچک لیجاتا ہے اور ہمکو تہیدست چھوڑ جاتا ہے۔ ہم مکریوں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی کمزور اور شیطان ایک طاقتور بھیڑیا ہے۔ پس جبتک ہم خدا کو جو کہ ہمارا نگہبان ہے اسکے سامنے ہیں تب تک تو شیطان کے خونخوار حملے سے محفوظ ہیں مگر جب ذرا سی غفلت کی وجہ سے ہم اسکی نظروں

اوجھل ہوئے تو شیطان نے ہمکو ایک ہی حملہ میں مغلوب کر لیا خدا کی نظروں سے غائب ہونیکے یہ معنے نہیں کہ کبھی ایسا بھی موقع آجاتا ہے کہ خدا ہمکو نہیں دیکھتا نہیں بلکہ وہ تو بصیر ہے میری اس سے یہ مراد ہے کہ جب ہم اسکی خاص نظر رحم کو اپنی کسی بدکرداری کی وجہ سے دور کر دیں اور اسلیئے ہمکو چاہیئے کہ ہر وقت خدا تعالیٰ کے زیادہ اور زیادہ قریب ہونیکی کوشش کریں اور اسکے لیئے وہ ہم سے وعدہ کرتا ہے کہ جب ایک قدم تم میری طرف آؤگے تو میں دو قدم تمھاری طرف آؤں گا۔ اگر تم میری طرف تیز چلکر آؤگے تو میں دوڑکر آؤں گا۔ پس جبتک کہ ہم خدا تعالیٰ کی طرف تیز قدموں سے بلکہ دوڑکر نہ جائیں گے۔ ہماری ایسی حالت ہے جیسا کہ ایک بندھی ہوئی بکری بھیڑیئے کے سامنے ہے اور جسکو کہ بھیڑیا ایک ہی حملہ سے اُچک کر لیجاوے گا پس ہر کام کرتے ہوئے اور ہر لفظ کے بولتے ہوئے شرک کا دھیان کرلو تاکہ ایسا نہ ہو کہ خدا تعالیٰ سے دور اور شیطان کے شکار ہو جاؤ۔ اس وقت ممکن ہے کہ بعض لوگوں کے دلمیں یہ خیال پیدا ہو کہ میں نے شرک کا اسطرح بیان کیا ہے کہ گویا کہ دنیا میں اور کوئی گناہ ہی نہیں لیکن نہیں میرا مطلب یہ نہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ شرک ہی سے دوسرے گناہ بھی پیدا ہوتے ہیں جب ایک انسان شرک سے بالکل پاک ہو تو کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی گناہ کرے۔ کیونکہ جب وہ کوئی برائی نہیں کرسکتا۔ چور جب چوری کو جاتا ہے اگر اسکو یہ ایمان ہو کہ ایک خدا ہے جو کہ دیکھتا ہے اور گناہ کی سزا دیتا ہے تو پھر وہ چوری نہیں کرسکتا۔

اسیطرح دوسرے گناہ کرنیوالے اگر بجائے مخلوق الٰہی سے ڈرنیکے خود خالق سے بھی ڈریں تو وہ ان تمام فریبیوں اور گندگیوں کو چھوڑ دیں جو بصورت دیگر ان کے دلوں میں جاگزین ہوتے ہیں پس جو شرک کو چھوڑتا ہے وہ کبھی گناہ نہیں کرسکتا جبکا کہ اسکو علم ہو اور بعلمی کی خطا کو تو خدا بھی نہیں پکڑتا اسلیئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَدَخَلَ الْجَنَّۃَ یعنی جو کوئی کامل طور سے شرک کو چھوڑ دے وہ جنت میں داخل ہوگا کیونکہ جب وہ شرک سے پاک ہو جائے گا اور حقیقی طور سے خدا کو واحد اور اسکی صفات کو برحق مان لے گا تو وہ اور کوئی گناہ کریگا ہی نہیں اور اسکا لازمی نتیجہ ہوگا کہ وہ انعامات الٰہیہ کا مورد ہو۔ ایسے آدمی کا چلنا پھرنا اور کھانا اور پینا سب خدا ہی کے لیئے ہوتا ہے یعنی جب وہ بولتا ہے تو خدا کے لیئے بولتا ہے۔ سنتا ہے تو خدا کے لیئے سنتا ہے کھاتا ہے تو خدا کیلیئے کھاتا اور پیتا ہے تو خدا کے لیئے۔ اسوقت شیطان بھی اسکے قریب نہیں جاتا گویا کہ ایسے آدمی کا شیطان بھی مسلمان ہو جاتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا شیطان بھی مسلمان ہوگیا ہے پس جب انسان اس حد تک اپنے دلکو پاک صاف کرلیتا ہے تو وہ خدا کا اور خدا اسکا ہو جاتا ہے ایسے ہی شخص کے لیئے خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ اس موقعہ پر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نفس مطمئنہ میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ پس کیا دوسرے لوگ خدا تعالیٰ کی مخلوق نہیں ہیں وہ ہیں مگر اسجگہ خدا تعالیٰ ایک استعارہ بیان فرماتا ہے کہ بندہ تو وہ ہے جو اپنے آپکو بندہ ہونیکے لائق بنا دے جو طرح طرح کے شرکوں اور مختلف قسم کی بدعتوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور انکا نفس امارہ ہے تو کیونکر وہ میرے بندے ہو سکتے ہیں۔ بندہ کا تو فرض ہے کہ خالص اپنے آقا کے لیئے ہو جائے مگر جب ایک آدمی خدا کے علاوہ اور دنیکی پرستش کرتا ہے اُنسے بھی نفع اور ضرر کی ویسی ہی اُمید رکھتا ہے جیسے کہ خدا سے تو کیونکر وہ اپنے آپکو خدا تعالیٰ کا بندہ کہہ سکتا ہے اور اصل بندہ تو وہ ہے جو نفس مطمئنہ رکھتا ہے اور اسکا قلب خدا تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہراتا جو ایک خدا کو جو متصف ہی تمام نیک صفات سے اپنے لیئے کافی سمجھتا ہے اور جو عبودیت اور خالص بندگی سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کا ہونیکے لائق بنا دیتا ہے پس ہیجگہ عبد کے معنے اُس بندہ کے ہیں جو خدا کا بندہ ہونیکے قابل ہے مثال کے لیئے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُس خدا کے پیدا کیئے ہوئے تھے اور ابوجہل بھی مگر ابوجہل نے اپنی شرارت فسق و فجور اور شرک سے اپنے آپکو خدا کا بندہ ثابت نہ کیا بلکہ بتوں کا بندہ ثابت کیا اور انہیں کی طرفداری میں اپنی جان تک قربان کی مگر آنحضرت نے اپنے آپ کو خدا کیلیئے ہی کر دیا۔ شرک سے بکلی پرہیز کیا اور اپنی عبادۃ اور قربانیاں سب خدا کے لیئے ہی مخصوص رکھیں اور اپنے آپ کو خدا کا بندہ ثابت کیا۔ پس خود مقابلہ کرکے دیکھلو کہ اسکا انجام کیا ہوا۔ اور اسکا کیا ابوجہل تو بدر کے میدان میں قتل کیا گیا اور ایک کنوئیں میں اسکی لاش پھینکی گئی اور اسکے مرتے وقت کی خواہش بھی پوری نہ ہوئی یعنی اُس نے کہا تھا کہ میری گردن ذرا لمبی کرکے کاٹنا کیونکہ عرب کے سرداروں کی نشانی یہی ہوتی تھی مگر کاٹنے والے نے اسکی گردن کے پاس سے کاٹا ثابت کیا کہ شیطان کے دوست کبھی کامیاب نہیں ہوتے اور اُسی وقت دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ فتح نصیب ہوئی کہ وہ خدا تعالیٰ کی جنت کے وارث نہ صرف عقبیٰ میں بلکہ اس دنیا میں بھی ثابت ہوئے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ پس وہ انسان جو خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کرنا چاہے وہ شرک کو چھوڑ دے کیونکہ خدا کو شرک پسند نہیں اب میں یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ شرک دو قسم پر مشتمل ہے۔ ایک شرک جلی اور ایک شرک خفی۔ شرک جلی وہ جو کھلا کھلا شرک ہو یعنی بتوں وغیرہ کا شرک یا انسان پرستی۔ قبر پرستی۔ چاند اور سورج پرستی وغیرہ وغیرہ ایسے شرک کرنیوالے تو اسکا اقرار بھی کرتے ہیں کہ وہ ایسا کرتے ہیں مگر اچھا سمجھکر اور ایسا شرک اکثر دور بھی ہو جاتا ہے مگر زیادہ خوف کے قابل اور انسان کا پیشتر شرک خفی ہے یعنی چھپا شرک ایسا شخص مانتا ہے کہ خدا ایک ہے اور پھر مشرک کا مشرک ہی ہے وہ بتوں کی اور دوسری چیزوں کی پرستش کو بھی بُرا سمجھتا ہے مگر پھر بھی شرک کے مرض میں گرفتار ہے۔ وہ ایسا ہی جیسا کہ ایک مریض سخت مرض میں گرفتار ہے اور پھر بھی علاج کرانے سے گریز کرتا ہے حکیم اس دوا کو دیتا ہے اور وہ حکیم کی عقل پر ہنستا ہے کہ میں تو اچھا بھلا ہوں مگر افسوس کہ اگر اسکو چشم بصیرت ہو تو سمجھے کہ میں حکیم پر ہنستا ہوں حالانکہ میری حالت ایسی ہے کہ اسپر رویا جائے پس ایسے شرک کے بچنے کیلئے سوائے اسکے کوئی علاج نہیں کہ خدا پر ہی کامل توکل رکھا جاوے۔ اور خشوع اور خضوع سے دعا کی جاوے کہ یا الٰہی ہمکو اس مہلک مرض سے بچا یہ شرک مختلف شکلوں کا ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک شخص جو اپنے حاکم کے ڈر سے اپنی عبادۃ کے وقت میں تساہل بیجا کرتا ہے یا خیال کرتا ہے کہ یہ حاکم اگر مجھکو اس نوکری سے الگ کردے تو میرا اور کوئی چارہ نہیں اور میں سخت مصیبت میں گرفتار ہو جاؤنگا یا یہ کہ اگر فلاں شخص میری مدد نہ کریگا تو میرا کام نہیں بنے گا تو وہ شرک کرتا ہے اور گویا کہ خدا سے بڑھ کر اپنے حاکم سے ڈرتا ہے یا خدا کی مدد سے بڑھ کر کسی اور کی مدد پر بھروسہ کرتا ہے۔ پھر دوستی کے رنگ میں ہوتا ہے بعض دفعہ انسان کسی دوست کے خوش کرنیکے لیئے کوئی ایسی حرکت کر بیٹھتا ہے جو شریعت کے خلاف ہو اور نہیں سمجھتا کہ خدا کو خوش کرنا بہت زیادہ ضروری ہے بہ نسبت اُس دوست کے جس کو وہ خوش کرتا ہے اور پھر اولاد اور مال پر بعض دفعہ ایک انسان اتنا بھروسہ کرلیتا ہے یا اتنی محبت کرلیتا ہے کہ وہ شرک کے درجہ پر پہنچ جاتی ہے پس ایسے شرک سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے خدا سے دعائیں کرو اور خود کوشش کرو کیونکہ جو اسکا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے وہ ناکام واپس نہیں آتا۔ جو اسکو پکارتا ہے اسکی سنی جاتی ہے دیکھو آجکل کا زمانہ ایسا خوفناک ہے کہ خیال کرنے سے ڈر معلوم ہوتا ہے اور ویسا ہی بلکہ بڑھکر بابرکت ہے کہ سوچنے سے خوشی حاصل ہوتی ہے یہ وہ وقت ہے کہ خدا کا چہرہ سُرخ ہو رہا ہے اور قریب ہے کہ وہ دنیا کو ہلاک کردے مگر ساتھ ہی وہ اسوقت خزانے کھول کر بیٹھا ہے تاکہ جو سوال کرے وہ اپنے سوال سے بڑھکر پاوے۔ اس زمانہ کی نسبت ہر قوم اور ہر مذہب میں پیشگوئیاں ہیں کہ اسمیں خدا کے مامور کی اور شیطان کی آخری جنگ ہوگی یہانتک کہ پارسیوں میں بھی پیشگوئی ہے کہ آخری زمانہ میں جسکی فلاں فلاں نشانیاں ہونگی اہرمن دیو یعنی شیطان اور یزداں (مراد اچھے بزرگانی لوگ) کی آخری جنگ ہوگی اور شیطان بالکل قتل کر ڈالا جائیگا پس یہ زمانہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ لوگوں نے مال و زر کو اپنا معبود بنایا ہوا ہے اور گویا کہ خدا کا شریک ٹھہرایا ہے یہ وقت تھا کہ خدا اپنے بندوں کی مدد کرتا کیونکہ وہ رحیم کریم ہے اور اسنے ایسا ہی کیا ہے اور جیسا کہ نبیوں کے ذریعہ سے خبر دی تھی اسوقت وہ شخص مامور ہے جس کے لیئے مقدر ہے کہ وہ شیطان کے حربہ کو توڑ دے یعنی شرک کو دور کرکے اس دنیا دیکھو لیگی کہ شرک کسطرح تباہ ہوگا اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے دلوں سے بھی شرک کو دور کریں اور دوسروں کو بھی بچانیکی کوشش کریں اور ہر وقت مزاغلام صاحب مسیح موعود مہدی معہود کا ماٹو بنانیکے لیئے طیار رہیں جبکہ خدا نے یہ کام سپرد کیا ہے اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ مشرک لوگ ناک کے بل گرائے جائیں گے دنیا کو شرک چھوڑنا پڑیگا خواہ وہ اپنی مرضی سے چھوڑے یا کوڑے کھاکر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کریگا۔ مذہب عیسوی جو شرک میں حد سے بڑھا ہوا ہے اور جسنے ہزاروں لاکھوں آدمیوں کو روپیہ اور مال کے زور سے اپنے دین میں شامل کرلیا ہے اب اسکے زوال کا وقت آگیا ہے تم اسکے مال و زر کو دیکھ کر حیران مت ہو کیونکہ اسوقت کو جبتک اس کا نام و نشان تھا خدا تعالیٰ نے سورہ زخرف میں ارشاد فرمایا تھا کہ اگر مجھکو اسبات کا خیال نہ ہوتا کہ دنیا اسکو دیکھ کر ہلاک ہو جائیگی تو میں رحمٰن کے منکروں یعنی عیسائیوں کو اسقدر مال دیتا کہ سونے چاندی کی چھتیں اور سیڑھیاں بناتے پس اگر نہیں یہ قرآن شریف کی پیشگوئی پوری ہوئی ہے مگر اب وہ وقت ہے کہ عیسائیت کا بلند اور مضبوط مینار گرا دیا جاوے۔ یہ مذہب عیسوی کا قلعہ جسکی دیواریں لوہے کی تھیں اب گرنیکو ہے کیونکہ اسکو زنگ لگ گیا ہے اور اب وہ دیواریں لوہ ہے کہ ایک ہی حربہ سے ٹوٹ جاوے جیسا کہ قاعدہ ہے کہ باران رحمت کے وقت لوہے کو زنگ لگجاتا ہے اور وہ کمزور اور لبودہ ہو جاتا ہے پس جبکہ وقت لوہے کو زنگ لگ گیا۔ اب عیسائی سلطنت روحانی باران رحمت کے وقت لوہے کو زنگ لگ گیا۔ اب عیسائی سلطنت خود بخود اسلام کی طرف رجوع کریگی اور وہ یورپ جو عیسائیت کا گھر ہے اسلام کا مرکز ہوگا عیسائیوں میں خود بخود شرک کے رجحانات خیال پیدا ہو گئے ہیں کہ بہت سے حضرات عیسیٰ کے خدا ہونیکے منکر ہو گئے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو نعوذ باللہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ دو الزنگے۔ پس زمانہ خود بخود شرک کو چھوڑنے والا ہے اور قریب ہے کہ خدا اپنا جلال ظاہر کرے۔ یہ احمدی جماعت جو اسوقت مورد انعامات الٰہیہ ہے اور اسوقت بہت ہی کمزور حالت میں ہے لیکن آنیوالا کل

کہ تمام دنیا میں پھیل جاوے گی خدا ہمارے ا[illegible] ہو فرماتا ہے اور وعدہ دیتا ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور اسوقت جو ایک کمزوری کی حالت ہے یہ ہماری اپنی کمزوریوں کی وجہ سے ہے۔ ہم اسوقت یتیم کی طرح ہیں جسکو تمام دنیا نے چھوڑ دیا ہے۔ ایک یتیم تو وہ ہوتا ہے جسکا صرف باپ ہی مرجاتا ہے مگر ہم سب سے سب دنیا نے قطع تعلق کر لیا اگر ترقی چاہتے ہو تو یکدل ہو کر دعائیں مانگو کیونکہ خدا وحدت کو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ خدا واحد ہے پس جبکہ ایک یتیم کی آواز عرش عظیم کو ہلا دیتی ہے تو کیا چار لاکھ یتیموں کی آواز کچھ بھی اثر نہ کریگی۔ شرک کو دور کرو تمہارے کام ٹھیک ہو جاوینگے۔ اب میں آپ لوگوں کے سامنے اس رکوع کا مجمل طور سے بیان کرتا ہوں جو کہ میں نے تقریر کے شروع میں پڑھا تھا یعنی سورہ لقمان کا دوسرا رکوع جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ۔ یعنی ہم نے لقمان کو یہ بخشی تاکہ شکر کرے اللہ کا اور جو شکر کرتا ہے پس وہ اپنے نفس کے لیئے کرتا ہے اور جو کفر کرتا ہے پس اللہ تو بے پرواہ اور تعریف والا ہے۔ اسجگہ خدا تعالیٰ ظاہر کرتا ہے کہ میں نے لقمان کو حکمت دی اور دنیا تو پہلے ہی لقمان کو عقلمند کہتی ہے بلکہ میں نے بھی اسکو حکمت دی ہے اور میں بھی اسکو حکمت والا اقرار دیتا ہوں اب دیکھنا چاہیئے کہ دنیا میں کونسا انسان تابعداری کرنیکے قابل ہوتا ہے وہی جو عقلمند ہو اور وہ جو کہ بیوقوف اور جاہل مطلق ہو وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ اسکی فرمانبرداری کی جائے۔ پس اسجگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لقمان تو دنیاوی خیال کے بموجب ایک دینی لوگوں کے ایمان کے مطابق ایک حکمت والا آدمی تھا پس ایسے آدمی کی بات تو بڑی مان دار ہے اور چاہیئے کہ دنیا اسکو قبول کرے۔ کیونکہ ہذا ایوا اہل الرا[illegible] اب جو بات کہ لقمان کہتا وہ آگے بیان ہوگی۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حکمت کا نتیجہ ہونا چاہیئے کہ خدا کا شکر کیا جاوے تاکہ وہ اپنے پہلے انعامات سے بھی بڑھ کر پھر انعامات کرے اور جو شکر کرے وہ انسان کی اپنی جان کیلئے بھی مفید ہوتا ہے کیونکہ انسان کے شکر کرنے سے خدا تعالیٰ کا تو کچھ بڑھ نہیں جاویگا خدا تعالیٰ کی صفات میں نہ طاقت میں کوئی ترقی ہوگی بلکہ اُلٹا شکر کرنے والے کو فائدہ پہنچے گا۔ پس جو باوجود ان باتوں کے ہوتے ہوئے کفر کرے تو خدا تعالیٰ کو اسکی پرواہ کیا اور اسکے کفر سے خدا میں کسی قسم کی کمی واقع ہو جائیگی اور اسطرح وہ شخص اپنا ہی نقصان کریگا۔ دیکھو آدم کے زمانہ سے لیکر جنھوں نے شکر کیا وہ بڑھے اور پھولے اور پھلے مگر جنھوں نے کفر کیا وہ ہمیشہ تباہ ہی ہوئے نوح علیہ السلام اور ایسا ہی لوط علیہ السلام نے شکر کیا وہ ترقی پا گئے خدا کے مقبول ہوئے اُنکی قوم نے کفر کیا وہ تباہ ہو گئی۔ حضرت نوح سے خدا تعالیٰ نے عذاب کے وقت وعدہ کیا تھا کہ جو تیرے تعلق والے ہیں ان کو بچاؤں گا جب طوفان آیا تو ایک بیٹا لگا ڈوبنے حضرت نوح نے آہ و زاری کی کہ اے خدا یہ تو میرا بیٹا ہے حکم ہوا کہ خاموش رہو یہ تیرا بیٹا نہیں اگر تیرا بیٹا ہوتا تو تیرا ساتھ دیتا اور تجھپر ایمان لاتا جب تو نے میرے ساتھ خالص تعلق پیدا کیا اور شرک سے بکلی پرہیز کیا تو جو لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں وہی لوگ تیرے تعلق والے ہیں پس اے احمدی قوم ہمارا خدا رشتہ دار نہیں شرک سے پرہیز کرو اور عبادت کرو تاکہ خدا تمھارا نگہبان ہو جائے دیکھو خدا نے نوح کے بیٹے تک کی پرواہ نہیں کی پس ایسا نہ ہو خوش ہو کہ ہم احمدی ہیں یہ کام نہیں آنا بلکہ ایسے کام کرو کہ احمدی ہونیکے لائق ثابت ہو اور اسی طرح لوط کی بستی کا حال دیکھلو کہ کسطرح ہو گئی کہ کفر کرتی تھی اور حضرت لوط شکر کرنیوالے بندے تھے بچگئے یہاں لوط کی بیوی سے بھی ویسا ہی واقعہ پیش آیا کیونکہ وہ کافروں سے تعلق رکھتی تھی پھر یہ ہے کہ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو جبکہ وہ اسکو نصیحت کرتا تھا کہ اے لڑکے اللہ سے شرک نہ کر کیونکہ شرک ایک بڑا ظلم ہے اسجگہ لقمان کا کلام بتاتا ہے کہ وہ حکمت والا انسان یہ بات کہتا ہے اور یہ اپنے لڑکے کو جسکو اس نے اچھی بات ہی کہنی تھی اور یہ معمولی طور سے نہیں کہا بلکہ وہ اسوقت اسکو نصیحت کرتا تھا کہ اسکی آئندہ زندگی ٹھیک ہو کہ اے بیٹے خدا سے شرک نہ کر کیونکہ شرک جو ہے وہ ایک بڑا ظلم ہے ایسا خدا جو ہمپر ہر طرح سے احسان کرتا ہے اور ہمارے ضرر پر بھی قادر ہے اسکے ساتھ ہم اوروں کو برابر ٹھہرائیں کتنا ظلم ہے اب یہاں خیال رکھنا چاہیئے کہ شرک سے مراد یہ نہیں کہ صرف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لیا اور پاک ہو گئے بلکہ حضرت لقمان فرماتے ہیں کہ کل شرک جلی اور خفی سے بچو پھر آگے فرماتا ہے وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ۔ یعنی ہم نے انسان کو اسکے والدین کے حق میں نصیحت کی ہے اسکی والدہ کیسقدر تنگی اور سستی سے اسکا بار اٹھاتی ہے اور دو برس تک اسکو دودھ پلاتی ہے پس شکر کر میرا اور اپنے والدین کا میری طرف ہی لوٹنا ہے یہاں والد کا شکر ادا کرنیکی وجہ بیان نہیں کی مگر وہ ظاہر ہے کہ جب اسکی والدہ تنگی میں ہوتی ہے تو وہ اسکی پرورش کرتا ہے اور جب پیدا ہوتا ہے تو اسکی بھی خبر گیری کرتا ہے پھر ایک اور بات ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا شکر کر یہاں کوئی وجہ بیان نہیں کی گئی تو انسان کو چاہیئے کہ خدا کا شکر کرے اصل بات ہے کہ بچہ کی محبت خدا تعالیٰ نے اسکو پیدا کرنے کے بعد اسکے والدین کے دلمیں ایسی ڈالدی ہے کہ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو بچہ ایک دن نہ زندہ رہ سکتا پھر پیدا ہوتے ہی ماں کی چھاتیوں میں دودھ اتر آتا ہے۔ پھر آگے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ورنہ پھر میری طرف بھی آنا ہے اگر ایسا نہ کیا تو وہاں اسکی سزا بھگتو گے پھر ہے وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اسجگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ماں باپ بھی جنکی تابعداری بچہ پر فرض کیگئی ہے اور جس کے نکرنے پر عذاب کی دھمکی دیگئی ہے یہ بھی اگر کہیں کہ مجھ سے شرک کر جسکا کہ تجکو علم نہیں پس ایکی بات نہ مان مگر پھر بھی دنیا میں انکی تابعداری کر جو میری طرف جھکتا ہے کیونکہ پھر تمھارا لوٹنا میری طرف ہی جہاں کہ تمکو تمھارے اعمال سے خبردار کیا جائیگا یہاں خدا تعالیٰ سخت تاکید کرتا ہے کہ والدین کی بھی اس معاملہ میں پروا مت کرو اور مجھ سے شرک نہ کرو اور جبکہ تم میں اور والدین میں ایک قسم کی جدائی ہوئی تو گویا کہ تم ایک یتیم کی طرح رہگئے مگر خدا تعالیٰ کسی کا احسان نہیں اُٹھاتا پھر خدا تعالیٰ نے جیسا کہ تمھارے پیدا ہونیکے وقت تمھارے والدین سے کیا یعنی ان کے دلوں میں محبت ڈالدی ویسا ہی اب اپنے رسول یا مامور کے دلمیں محبت ڈالدیگا بلکہ اُس سے بڑھ کر۔ کیونکہ خدا کچھ چیز لے کر زیادہ کر کے واپس کرتا ہے پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ جو میری طرف جھکتا ہے یعنی رسول کی طرف اسکی تابعداری کرو اور یہی کو والدین تصور کرو۔ اب پھر لقمان کا قول آیا يٰبُنَيَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ یعنی اگر ایک رائی کے برابر ہو تو خواہ وہ پتھر میں یا آسمانوں میں اور خواہ زمین میں ہو اسکو لے آئے گا کیونکہ خدا لطیف خبیر ہے۔ یہاں بھی حضرت لقمان اپنے بیٹے کو بتاتے ہیں کہ خدا ذرا ذرا سی بات کو بھی جانتا ہے پس شرک سے اتنا بچ کہ رائی کا ایک حصہ بھی نہ رہے۔ پھر ہے۔ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ یعنی اے بیٹے نماز کو قائم کر نیک باتوں کا وعظ کر اور بدیوں سے لوگوں کو منع کر اور صبر کر اُس مصیبت پر جو تجھے پہنچے کیونکہ یہ بڑے کاموں میں سے ہے اسجگہ حضرت لقمان اپنے بیٹے کو فرماتے ہیں کہ صرف بدی سے بچنا کوئی کمال نہیں بلکہ بدی سے بچنا ہو یہ نیکی کرنا کمال ہے پس اسلیئے فرماتے ہیں کہ شرک کو ترک کر کے بعد نماز کو قائم کر دے یعنی اپنی عبادتوں کو سنوار یہاں تک کہ تیرا بولنا تیرا سننا اور کھانا پینا خدا کے لیئے ہی ہو جائے جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا کا مامور ہو جائیگا اور لوگوں کو نیک باتیں سنانا اور بدیوں منع کرنا تیرا کام ہو جائیگا۔ پھر اسوقت جیسا کہ سنت ہے لوگ تیرے مخالف ہو جائینگے اور تکلیفیں اور اذیتیں تجکو دیں گے کیونکہ رسولوں کے ساتھ شروع شروع میں ایسا ہی ہوتا ہے پس تو ان باتوں پر صبر کر کیونکہ یہ بڑے ہوسلہ کی ہے پھر ہے وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ یعنی لوگوں کے لیئے اپنے منہ کو مت موڑ۔ اور زمین میں اکڑ کے مت چل کیونکہ خدا تعالیٰ کو متکبر اور فخر کرنے والا انسان پسند نہیں ہوتا۔ اب حضرت لقمان فرماتے ہیں کہ جب تو صبر کرے گا تو ایک مدت کے بعد لوگ تیری طرف رجوع کریں گے کیونکہ جب تو خدا کے لیئے لوگوں سے علیحدہ ہو جاوے گا اور لوگ تجھ سے عداوت کریں گے تو آخر خدا خلائق کا منہ تیری طرف پھیر دے گا یہاں تک کہ قریب ہے کہ تو اُن سے کج خلقی کرے پس ایسا مت کر پس چلو تو ایسی طرز سے کہ اُس میں شیخی کی بو نہ پائی جاوے کیونکہ یہ بات خدا کو پسند نہیں وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ یعنی میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز نرم اور نیچی کر کیونکہ سب سے بُری آواز گدھے کی ہے اس جگہ پر بھی بیان ہے کہ جب تو نیچی ہو جائے اور لوگ تیری طرف دور دور سے آویں تو اسوقت تو تجھ سے ملنے آویں اور تو دوڑ کر گھر میں گھس جاوے تو ان کو کس قدر صدمہ ہوگا کہ ہم تو ملنے آئے اور یہ گھر میں دوڑ کر چلے گئے یا کوئی دور سے آیا تھا کہ کچھ کلام سُنیں گے مگر پھر تو بے ہیبتی اونچی اور کرخت آواز سے کلام کیا کہ اس کے دل کو بُرا لگا کیونکہ دیکھو گدھے کی اونچی آواز ہے مگر سب آوازوں سے بُری معلوم ہوتی ہے۔

اس رکوع میں حضرت لقمان اپنے بیٹے کو فرماتے ہیں کہ تو پہلے تو شرک کو چھوڑ اور اس طرح گناہوں کو ترک کر کے عبادت کو قائم کر۔ پھر جب تو گناہوں کو چھوڑ دے گا اور نیکیاں کرے گا تو خدا کا برگزیدہ ہو جائے گا۔

پس دیکھو خدا کے کلام سے ظاہر ہے کہ کُل برائیوں کی جڑ یہی شرک ہے۔

اب میں یہ دعا کر کے بیٹھتا ہوں کہ خدا ہمکو پاک کرے ہمارے دل سے شرک کا زنگ دور کرے اور ہمکو توفیق دے کہ ہم بھی لقمان کی ان نصائح پر عمل کر سکیں۔ آمین

ناظر بیت المال کے اعلان

اوّل

ہر ایک جماعت کو اطلاع کی جاتی ہے کہ ۳۱ مارچ ۱۹۲۳ء کو خدا کے فضل و رحم سے پہلے سال میں سے چھ ماہ گزر جائیں گے اسواسطے ہر ایک جماعت کو اطلاع ہو کہ ماہ اپریل ۱۹۲۳ء میں ہر ایک جماعت کا بجٹ سالانہ اور اس کے ساتھ چھ ماہ کی رقوم کی وصول شدہ رقوم کا ایک نقشہ ترتیب کرکے ارسال کرنے والا ہوں اسواسطے ضروری ہے کہ سب جماعتیں ماہ مارچ میں جو انکا بجٹ مقرر کیا گیا ہے اسے نصف تک پورا کریں۔ میں نے پہلی سہ ماہی میں ہر ایک حلقہ کا بجٹ اور وصول شدہ تین ماہ کی رقوم کا نقشہ دیا تھا لیکن میں اس دفعہ کل جماعتوں کا بجٹ سالانہ اور چھ ماہ کی رقوم وصول شدہ کا مکمل نقشہ سب جماعتوں کے لئے ارسال کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تاکہ ہر ایک جماعت کو ہر ایک جماعت کے بجٹ مقررہ ان کی چھ ماہ کی وصول شدہ رقوم کا اندازہ ہو جاوے تا بھی سے ایک دوسری جماعت سے بڑھنے کا خیال کریں تاکہ پھر سال کے اخیر پر انکو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہمیں اگر علم ہوتا تو بھی کوشش کرکے بڑھ جاتے لہذا چھ ماہ کا حساب مکمل کرنے کے لئے ایک ماہ پہلے نوٹس شائع کیا جاتا ہے۔

عبد المغنی ناظر بیت المال قادیان

(۲)

اطلاع

(۱) جو زیورات چندہ مسجد برلن میں وصول ہوں انکو حسب اعلان الحکم گزشتہ فروخت کرکے اسکی قیمت ارسال کی جاوے زیورات کی فروخت کا یہ طریق اختیار کیا جاوے۔

کہ ایک فہرست اسطرح سے طیار کی جاوے کہ ہر ایک نام کے آگے زیور کا نام ہو۔ اور اسکے آگے اسکی وہ قیمت ہو جو فروخت کے بعد وصول ہوئی ہو تاکہ اسبات کا معلوم کرنا کہ کسکی طرف سے کیا چندہ مسجد برلن وصول ہوا ہے مشکل نہ ہو۔

زیورات کی فروخت کا انتظام امیر جماعت یا پریذیڈنٹ بہ معیت سکرٹری یا محاسب اسطرح کرے کہ دو دوسرے ممبر (جنکو مقامی کمیٹی اس فرض کے لئے چن لے) مقرر کرے۔ یہ چاروں اصحاب اس زیور کو فروخت کریں۔ اور چاہیئے کہ یہ سب کمیٹی کاغذ پر محفوظ کرے کہ ہم نے اطمینان کر لیا ہے زیور سستا فروخت نہیں کیا گیا تا کہ کسی کو بعد میں اعتراض کا موقع نہ رہے۔ جن جماعتوں کی طرف سے ابھی تک چندہ مسجد برلن کی اطلاع نہیں ملی انکو چاہیئے کہ وہ فوراً اطلاع دیں +

(۲) ہر ایک جماعت کو اپنا مقررہ بجٹ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۳ء تک پورا کرنا لازمی ہے چاہیئے کہ ابھی سے اسکا فکر کرتے رہیں۔ جس جماعت کا بجٹ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۳ء تک پورا نہ ہوگا اسکی کمی ان سے آئندہ سال میں ضرور وصول کی جاوے گی۔

(۳) شرح چندہ ایک آنہ فی روپیہ عام طور پر ہے۔ اور زمیندار جماعتیں ہر ایک جنس پیداوار پر اڑھائی سیر فی من کے حساب سے چندہ دیتے ہیں

(۴) ہر ایک افراد کو چاہیئے کہ وہ کسی نہ کسی جماعت سے تعلق پیدا کریں یا تو اپنی جگہ پر جماعت اپنی بنالیں یا اپنے قریب کی جماعت میں شامل ہوں یا اپنے وطن کی جماعت میں داخل ہوں۔ ورنہ مجھے اطلاع کریں کہ میں انکو کسی نہ کسی جماعت میں شامل کرکے انکو اطلاع دوں گا۔ ایسے افراد کے واسطے یہ بھی ضروری ہوگا کہ وہ اپنا چندہ اپنی جماعت کے ساتھ روانہ کریں تاکہ ان کی جماعت ان کے چندہ کی پوری نگرانی کر سکے۔ اگر کوئی صاحب میری اجازت کے بعد براہ راست ہی ارسال کریں تو ان کو یہ ضروری ہوگا کہ وہ کوپن پر ہمیشہ اپنی جماعت کا نام صاف صاف الفاظ میں لکھا کریں۔ ورنہ رقم ان کی جماعت کے کھاتہ میں جمع نہ کی جاوے گی۔

(۵) ہر ایک جماعت کے واسطے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے ایسے افراد کی پورے طور پر چندہ کی نگرانی کریں۔ بقایا ایسے افراد کے ذمہ نہ رہنے دیں کیونکہ بقایا ہو جانے پر اسکی ادائیگی مشکل ہو جاتی ہے

(۶) منی آرڈر کے کوپن پر یا بیمہ میں تفصیل کے ساتھ یہ بھی ہر ایک جماعت کے واسطے ضرور ہے کہ اپنی جماعت کا نام صاف صاف الفاظ میں لکھدیں کہ فلاں جماعت میں جمع ہووے کیونکہ بغیر ایسی تحریر کے کوئی رقم کسی جماعت کے کھاتہ میں یہ دفتر اپنی منشاء سے درج نہ کرے گا۔ پس کوپن افراد یا عہدہ دار جماعت کی طرف سے جماعت کا نام صاف صاف الفاظ میں ہونا چاہیئے

(۷) ہر ایک جماعت کا چندہ وغیرہ ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ تک اس دفتر میں آنا اشد ضروری ہے۔ ورنہ ان سے جواب لیا جاویگا کہ کیوں وقت پر نہیں بھیجا گیا۔

نوٹ زکوۃ کے فارم بہت کم دوستوں نے طلب کئے ہیں حالانکہ یہ نہایت ضروری فرض ہے جس کی ادائیگی میں تامل نہیں ہونا چاہیئے +

عبد المغنی ناظر بیت المال قادیان دارالامان

الحمد للہ رسالہ احمدی خاتون جاری ہو گیا

میری غیر حاضری کی وجہ سے رسالہ احمدی خاتون بھی بند پڑا ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج میں یہ اعلان کرنے کے قابل ہوں کہ رسالہ احمدی خاتون جاری ہو گیا ہے اور اسکا یہ اجرا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی ظاہری اور باطنی خوبیوں کے لحاظ سے پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہے اور خدا کے فضل پر مجھے بھروسہ ہے کہ ہر دوسرے رسالہ کو پہلے سے بہتر بنانے کی سعی میں میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھونگا اس مرتبہ رسالہ ۱۷ × ۲۷۔ اخبار الحکم کی پہلی فلس کیپ سائز پر جاری کیا گیا اور کاغذ نہایت اعلیٰ درجہ کا لگایا گیا ہے حجم بڑے ۲۸ صفحہ کا ہے جو کتابی سائز کے ۵۶ صفحوں کے برابر کہنا چاہیئے اگرچہ کتابت جیسی میں چاہتا ہوں اسکا ابھی انتظام نہیں تاہم بُری بھی نہیں + فروری کا رسالہ اسوقت شائع ہو چکا ہے اور مارچ کا انشاء اللہ العزیز مارچ کے اخیر تک شائع ہو جائے گا + جدید انتظام میں مختلف قسم کی دقتوں کا مجھے سامنا کرنا پڑا ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ ایک بند کام کا اجرا اس سے زیادہ محنت چاہتا ہے جو نئے سرے سے جاری کرنے میں ہوتی ہے + بہرحال میں آہستہ آہستہ ان تمام کاموں کی طرف توجہ کر رہا ہوں جو میری غیر حاضری کی وجہ سے معرض تعویق میں تھے۔ رسالہ کا چندہ مستقل طور پر اب عام خریداروں سے چار روپیہ سالانہ ہوگا۔ اور معاونین سے دس روپیہ۔ سرپرست جو چاہیں عطا فرمائیں۔ اس قسم کے رسالے اور اخبار خاص اعانت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ اب جبکہ سلسلہ کی خواتین میں سلسلہ کی ضروریات کا احساس پیدا کرنے کی تحریک عام طور پر جاری ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ مدد کرے تو یہ رسالہ ایک مفید ذریعہ ہوگا۔

میں کوئی خاص تحریک اسکے لئے نہیں کرنا چاہتا اماء اللہ کی لجنہ کا یہ اخلاقی فرض ہے کہ وہ اپنے اس واحد رسالہ کو اسی جوش اور اخلاص سے مفید اور قوی بنانے کی کوشش کریں جو ان میں اللہ نے پیدا کر دیا ہے +

میں نے گزشتہ سالوں میں یہ تجربہ کیا ہے کہ اخبارات کے لئے مالی مشکلات کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ بقایا قیمتیں وصول نہیں ہوتی ہیں اسلئے اس مرتبہ میں نے یہ انتظام کیا ہے کہ بلا وصول قیمت رسالہ کسی کے نام جاری نہ رہے خواہ وہ کوئی ہو۔ یہ ایک اصول اور معاملہ کی بات ہے۔ بقایا وصول نہ ہونے کے باعث ان خریداروں پر بھی ایک ظلم ہو جاتا ہے جو پیشگی قیمت ادا کر چکتے ہیں اسلئے آئندہ یہ رسالہ کسی کے نام بدون وصول قیمت جاری نہ ہوگا۔ پہلا نمبر پرانے خریداروں کے پاس بھیجا جا رہا ہے دوسرا نمبر بدون وصول قیمت نہیں بھیجا جائے گا اور اسکے لئے پہلے سے وی پی بھیجدیئے جائیں گے

جس میں رسالہ احمدی خاتون کا کوئی پرانا نمبر ہوگا اور دوسرا نمبر صرف ان خریداروں کو بھیجا جاوے گا جن کے وی پی وصول ہو جائیں گے۔

اور میں اخلاقی طور پر ہر خریدار کا فرض سمجھتا ہوں اگر وہ اس رسالہ کے خریدار نہ رہنا چاہیں تو پہلا نمبر واپس کر دیں اور بذریعہ کارڈ اطلاع دیں۔ تمام خط و کتابت بنام رسالہ احمدی خاتون ہو +

نادیۃ النساء

حضرت خلیفۃ المسیح نے رسالہ احمدی خاتون کا نام آئندہ اس کے مضامین اور موضوع کے لحاظ سے

تادیب النساء

تجویز فرمایا ہے اسلئے رسالہ احمدی خاتون آئندہ اسی نام سے نکلے گا۔ احباب یاد رکھیں اور آگاہ رہیں +

(یعقوب علی عرفانی)

سلطان دکن اور مذہبی آزادی

اسلام - جبر اور اکراہ کا مذہب نہیں بلکہ امن اور سلامتی کا دین ہے اسلئے اسلام نے ہمیشہ حکومت میں مذہبی آزادی کی حمایت کی ہے ریاست حیدرآباد دکن ہندوستان کی اسلامی حکومت کی ایک بہت بڑی اور اکیلی یادگار ہے اور ہماری دلی آرزو ہے کہ وہ ہر قسم کی ترقیوں اور کامیابیوں کو حاصل کرے۔ آمین

ان دنوں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری حیدرآباد میں ہیں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف اپنی زبان کی تلوار چلانے میں مصروف ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے علماء بھی ثنائی مکائد اور مخالفوں کی تردید کے لئے وہاں موجود ہیں میں نے ابھی تک اس مذہبی محاذ جنگ کے متعلق ایک سطر بھی لکھنی پسند نہیں کی لیکن میں چاہتا ہوں کہ فریقین واپس ہولیں تو میں ایک تنقیدی سلسلہ مضامین کا لکھوں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب سلسلہ کے ایک عنید مخالف ہیں اور ہمارے علماء سے مختلف مقامات پر انہوں نے بزور آزمائی کی ہے۔ انکی ساری متاع علمی جو کچھ بھی ہے وہ استہزاء اور حق پوشی ہے اور حیدرآباد کی تعلیم یافتہ پبلک نے دیکھ لیا ہے کہ ان کی تقریروں اور لیکچروں کا موضوع اور مضمون کیا ہے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ اعتراضوں سے ڈرتا نہیں اور نہ اس نے مخالفت کو کبھی اپنے لئے کوئی ڈرانے والی چیز سمجھا اسلئے کہ وہ یقین رکھتا ہے کہ

اہل حق کی مخالفت اور تضحیک سنۃ اللہ ہے

اسلئے سلسلہ احمدیہ نے اپنی تبلیغ و اشاعت میں کسی تکلیف اور روک کو روک نہیں سمجھا یہاں تک کہ ہمیں ایسے عالی ہمت بزرگ ہیں جنہوں نے سنگساری کی بارش میں بھی احمدیت کے پرچم کو ہاتھ سے نہیں رکھا اور سنگلاخ زمینوں میں اپنے خون سے سلسلہ کی صداقت کا اعلان کیا۔ اور آج روئے زمین پر یہی سلسلہ ہے جو اسلام کی حقانیت اور جلال کا اظہار افریقہ کے ریگستانوں سے لے کر امریکہ کے متمدن شہروں تک میں

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کو منکر رہا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب حیدرآباد **مباہلہ** سے بھاگتے تھے مگر ان کی غرض و غایت یہ نہ تھی بلکہ کچھ اور ہی تھی کہ پبلک اس پیالہ کو وہ ہمیشہ ٹالتے چلے آئے ہیں

ان کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ **سلطان دکن** کے حضور اپنا تقرب حاصل کریں اور شاہی فیاضی کا سبزی باغ دکھا کر اپنی مالی غرض کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے یہ تحریک شروع کی کہ اعلیحضرت سلطان دکن خلد اللہ ملکہ کے حضور ہماری جماعت سے مباہلہ کو اور ملاکر سلطان دکن آخری فیصلہ لکھ دیں۔

جہاں تک تحقیق حق کا سوال ہے ہم ہر دل سے چاہتے ہیں کہ

آصفی دربار میں مباحثہ اور مناظرہ ہو جائے

تاکہ جہاں ایک طرف علمی طور پر اتمام حجت ہو وہاں آسمانی فیصلہ سے بھی حق و صداقت کا اظہار ہو جائے۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اعلیحضرت کے فیصلہ پر خرچ سفر سے رضامند تھے اور انکی دعوت

محض اظہار حق تھی

تو کیوں انہوں نے غیر مقلدین اور مقلدین کے نزاعی مسائل کے فیصلہ کے لئے بھی پبلک کو توجہ دلا کر ایسا ہی میموریل بھجوایا جو احمدی سلسلہ کے متعلق بھجوایا گیا تھا۔ آخر یہ تو ایک ظاہر بات ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس مذہب کے مخالف اور دشمن ہیں جو ریاست حیدرآباد کا **شاہی مذہب** ہے لیکن ان نزاعی مسائل سے حیدرآباد میں قطعاً خاموش رہنا اور سلطانی فیصلہ کی خواہش نہ کرنا ظاہر کرتا ہے کہ **مطلب سعدی دیگر است**

بہرحال اس مقصد کے لئے مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک تقریر کے ذریعہ پبلک کو ابھارا اور اعلیحضرت کو عرضداشت بھیجوائی جسکے متعلق ۲ مارچ کے اہلحدیث میں شائع کیا گیا ہے کہ

دکن کے وزیر مذہبی نے اس معاملہ میں سرکاری اثرات کام کرنے سے انکار کر دیا ہے

بہرحال مولوی ثناء اللہ صاحب کی ساری امیدوں کا خون ہو گیا دکن کے **شیخ الاسلام** جناب نواب صدر یار جنگ بہادر **مولوی حبیب الرحمن** صاحب غزنوی کے مجاز ذاتی طور پر ملاقات سے نیاز حاصل کر چکے وہ آخر میں **ندوۃ العلماء** کے جلسہ پر تشریف لائے تھے کچھ تک انہیں کردہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ اخلاق رکھنے میں کمی طاہر ہے۔ حیدرآباد میں انکی منصبی پیدائش جس امر کو مقتضی ہے وہ بھی ظاہر ہے۔ حیدرآباد میں مختلف عقاید اور مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں بحیثیت **ایک بادشاہ کے سلطان دکن** سب کو

آزادی دیتے ہیں کہ جو عقیدہ چاہے رکھے اور جو طریق اسکی عبادت اور ادائے فرائض مذہبی کا ہو اسکو کامل سکون اور اطمینان سے ادا کرے

مذہبی امور میں دست اندازی کو انصاف اور عدل کے برخلاف نہیں سمجھتے اور اگر آج ایسے معاملہ میں دخل دیں تو کل مولوی ثناء اللہ صاحب چاہیں گے کہ

شیعہ حضرات سے مباحثہ ہو جاوے

اور ریاست حیدرآباد کے امراء کو جنمیں سے بعض شیعہ مذہب کے معتقد ہیں پیغام کریں گے کہ آؤ دربار سلطانی میں مباحثہ کریں اور یہ سلسلہ یونہی جاری رہے **توجہات ملکداری** کا کام کیا ہوا غرض امور مذہبی کے منسٹر **شیخ الاسلام دکن** نے شاہی آزادیوں کا بے شک خون کر دیا ہے۔ اگر انہوں نے سلطان دکن کی عطا کردہ مذہبی آزادی کا برحم بلند کر دیا ہے اب مولوی ثناء اللہ اس **ندامت** کو دور کرنے کے لئے اپنے اخبار میں ظاہر کرتا ہے کہ

"یہ ہماری بے ہنری ہیں حیدرآبادی مسلمانوں نے حضور نظام کی خدمت میں درخواست دی"

حیدرآباد کی پبلک جانتی ہے کہ یہ درخواست کیسے دی گئی اور کیونکر

ثنائی تحریک کا نتیجہ تھی؟

کیا **ثناء اللہ** مذکور بجز اب حلفاً اس امر کو اٹھا سکتا ہے؟ کہ یہ

عرضداشت انکی ہیچ مدری میں بھیجی گئی؟

غرض سلطان دکن نے اس تحریک کو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ میں مذہبی اشتعال کو روکنے کے لئے اور ہر زبان کے زبان بندی کے لئے آئندہ مجالس وعظ یا مباحثہ مذہبی کے لئے **شیخ الاسلام** دکن کی اجازت لازمی کر دی اور ساتھ ہی حکم دیا کہ

واعظین جنکو اجازت دی جائے انکو تاکید کیجائے کہ وہ اپنے وعظ یا لیکچر میں کسی مذہب یا مذہبی فرقہ پر حملہ کرنے سے باز رہیں ورنہ وہ سخت باز پرس کے مستوجب ہوں گے۔

سلطان دکن کا یہ فرمان عین اسلامی تعلیم کا اظہار ہے اور یہی وہ اصول ہے جس سے مذہبی مناظرات اور مباحثات کے لئے اعتدالیوں اور بے اصولیوں کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذہبی مباحثات کی اصلاح کے لئے اسی اصول پر تحریک فرمائی تھی حقائق پسند قوم کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی خوشی نہیں ہو سکتی کہ مذہب کی دھجیاں بکھیری جائیں نہ یہ کہ دوسرے مذاہب پر یا ان کے ماننے والوں اور پیشواؤں پر حملے کئے جائیں۔

اور ایک ایسا اصول ہے کہ جہاں **ایمانداری** اور **حق طلبی** کے ساتھ تعلق ہو سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے اس فرمان کے مقابلہ میں ساد قول کا ڈھنڈورا پیٹا گیا ہے جو نا **اہل** اور **بدزبان** مذہبی مباحثہ کے دیوانہ لوگوں کی مجلس میں گالیوں کا ہدف بنائے جاتے ہیں۔ اس کا رخیر کے لئے سلطان دکن تمام اہل مذاہب کا **شکریہ** کے مستحق ہیں۔ اور میں **جماعت احمدیہ** کی طرف سے

اپنے شکر گزاری کے جذبات کا اظہار کرتا ہوں

یہ پیالہ تو نہیں کہ سلطان دکن نے اس سے ٹرخ کا اظہار کیا ہو بلکہ مولوی محمد علیم نے اپنی بدزبانیوں کا اکھاڑہ حیدرآباد دکن میں جما کر سلطان دکن کے مذہبی امن قائم رکھنے کے لئے انکو ملازمت علیحدہ کر کے کافی دیا۔

غرض سلطان دکن کا یہ فرمان مذہبی آزادی کی شان کو دوبالا کرتا ہے اور لاکھوں انسان اس احسان کے بدلہ میں آپکے لئے دعا کریں گے کاش مولوی ثناء اللہ یہ خواہش کرتا کہ سلطان دکن کے حضور میں وہ قرآنی حقائق و معارف کے بیان کرنے میں اعلیٰ جامعہ کا مقابلہ کرتا۔ یا اسلام کے قرب اور تعلق کے اظہار کا کوئی نمونہ پیش کرنے کی جرأت کرتا یا سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے امتیازی نشان مباہلہ سے ڈرتے آئے ہیں یہاں یہ سلسلہ کو جھوٹا سمجھتا ہے اور حضرت مرزا صاحب کو اپنے دعاوی میں نعوذ باللہ مفتری اور کاذب یقین کرتا ہے تو پھر کیوں اسے مباہلہ کرنے میں عجلت آتی ہے اس مذہبی جنگ کے ختم ہونے پر تمام واقعات پر تنقیدی نظر کرنا سردست میں یکبار سلطان دکن کے اس فرمان اور مذہبی آزادی میں ظل اللہ کے پر شکر گزاری کا اظہار کرتا ہوں اور میں ناسپاسی کے جرم کا ارتکاب کروں گا اگر حیدرآباد دکن کے پولیس کمشنر مسٹر سٹیونگ ڈائریکٹر انٹیلی جنس کا شکریہ ادا نہ کروں کہ انکے حسن انتظام کا نتیجہ ہے کہ امن کے ساتھ ہمارے جلسے حیدرآباد میں انعقاد پذیر ہوتے ہیں۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اس تشریح کے بعد لوگوں میں بیجا جوش اور اشتعال پیدا نہ ہو گا اور نہ ہی کوئی تبدیلی ہمارے رویہ میں آئی ہیں رکھتا اور نہ ہی ہمارے اخبار کی پالیسی میں کوئی فرق ہو گا۔ ہم لوگوں کے جذبات کو اشتعال نہیں دلانا چاہتے ہیں کہ

نوٹ: ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے مخالف ریاست حیدرآباد کی بھیجدہ اور تعلیم یافتہ پبلک سے یہ خوبی نہ دیکھ سکے کہ مولوی ثناء اللہ کے خلاف ہمارے جلسوں میں شامل ہوتے اور اگر وہ پھیکا عذروں سے ہی اپیل کو ٹالتے تو